- عمامہ باندھنے کے فضائل
- عمامہ سے متعلق شرعی مسائل
- سبز عمامہ باندھنے کا ثبوت
- اعتراضات کے جوابات مع دلائل

مصنف

مکتبہ بہار شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

عمامہ باندھنے کے فضائل، شرعی مسائل، سبز عمامہ کا ثبوت اور مانعین کے اعتراضات کے جوابات کا ایک جامع ترین اور مستند مجموعہ

احکامِ عمامہ

مع

سبز عمامہ کا ثبوت

﴿تخریج شدہ﴾

مؤلف

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

مد ظلہ العالی

ناشر: مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 0322-4304109

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب.........**احکام عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت**

مؤلف.........حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

اشاعت اول........ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق مارچ 2011ء

صفحات.......... 48

قیمت.......... 40روپے

ناشر..........**مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور**

نزد مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی) لاہور

رابطہ: 0322.4304109

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله وعلى الك واصحابك يا حبيب الله

احکام عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت

سوال: عمامہ کی فضیلت پر کچھ احادیث بیان فرمادیں۔

جواب: عمامہ کی فضیلت میں احادیثِ کثیرہ وارد ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

حدیث 1: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس)) ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، ج2، ص208، آفتاب عالم پریس، لاہور)

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى يوم القيمة بكل كورة يدورها على راسه نورا)) ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔ (کنز العمال، ج15، ص305، مکتبہ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 2: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((العمائم تيجان العرب)) عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(الفردوس، ج3، ص87، دار الکتب العلمیة، بیروت)

حدیث 3: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((العمائم تيجان العرب فاذا وضعوا العمائم وضعوا عزهم وفى لفظ وضع الله عزهم)) عمامے عرب کے تاج ہیں جب عرب عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

(الجامع الصغیر، ج4، ص392، دار المعرفة، بیروت)

حدیث 4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((اعتموا تزدادوا حلما)) عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الکبیر، ج1، ص194، المکتبة الفیصلیة، بیروت)

صححه الحاكم ترجمہ: امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث 5: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((اعتموا تزدادوا حلما والعمائم تيجان العرب)) عمامہ باندھو تمہارا وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (شعب الایمان، ج5، ص176، دار الکتب العربیة، بیروت)

حدیث 6: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((العمائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها)) عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔ (الفردوس، ج3، ص88، دار الکتب العربیه، بیروت)

حدیث 7: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((لاتزال امتى على الفطرة مالبسوا العمائم على القلانس)) میری امت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(الفردوس، ج5، ص93، دار الکتب العربیه، بیروت)

حدیث 8: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((ان الله امدنى يوم بدر وحنين بملئكة يعتمون هذه العمة وقال ان العمامة حاجزة بين الكفر والايمان)) بیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں اور فرمایا بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج10، ص14، دار صادر، بیروت)

حدیث 9: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر

کے فرمایا((ھکذا تکون تیجان الملئکۃ)) فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال ج15، ص484، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 10: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملئکۃ وارخوا لھا خلف ظھورکم)) عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔

(المعجم الکبیر ج12، ص383، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت)

حدیث 11: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((ان اللہ تعالیٰ اکرم ھذہ الامۃ بالعصائب)) بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(کنز العمال ج15، ص307، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

حدیث 12: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((اعتموا خالفوا علی الامم قبلکم)) عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

(شعب الایمان ج5، ص176، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حدیث 13: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((ان اللہ عزوجل وملئکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ)) بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

(مجمع الزوائد ج2، ص176، دار الکتب، بیروت)

حدیث 14: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((الصلاۃ فی العمامۃ تعدل بعشر الاف حسنۃ)) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(الفردوس ج2، ص406، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حدیث 15: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((العمائم تیجان العرب فاعتموا تزدادوا حلما ومن اعتم فلہ بکل کور حسنۃ فاذا حط فلہ بکل حطۃ حط خطیئۃ)) عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار

بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصدِ ترک بلکہ بارادہ معاودت یعنی پھر پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

(کنز العمال ج15، ص308، مکتبۃ الاسلامی، بیروت)

حدیث 16: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ)) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب ج2، ص265، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سوال: عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب بڑھ جانے پر جو احادیث ہیں ان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ضعیف ہیں، بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ موضوع ہیں۔

جواب: اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں "فضل صلاۃ بالعمامۃ میں احادیث مروی وہ اگرچہ ضعاف ہیں مگر در بارۂ فضائل ضعاف مقبول اور عند التحقیق ان پر حکم بالوضع محل کلام۔ (یعنی عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت میں مروی احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل کے معاملہ میں ضعیف احادیث بھی مقبول ہوتی ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔)

حدیث اوّل: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((ان اللہ عزوجل و ملئکتہ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ)) یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

(الجامع الصغیر ج2، ص270، دار المعرفۃ، بیروت)

اورد الحدیث فی جامعہ الصغیر ملتزما ان لا یورد فیہ موضوعا، ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اسے نقل

کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔

حدیث دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا و عشرین صلاۃ بلا عمامۃ و جمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(کنز العمال، ج15، ص306، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

فیہ مجاھیل قلت ولیس فیھم کذاب ولا وضاع ولا متھم بہ ولا فیہ ما یردہ الشرع او یحیلہ العقل وقد اوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر، ترجمہ: اس میں مجہول راوی ہیں، میں کہتا ہوں ان میں سے کوئی بھی کذاب اور وضاع (حدیث گھڑنے والا) نہیں اور نہ ہی کوئی متہم بالوضع ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو شریعت رد کرتی ہو یا اسے عقل محال تصور کرتی ہو، اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔

حدیث سوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((الصلاۃ فی العمامۃ تعدل بعشرۃ آلاف حسنۃ)) یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(الفردوس، ج2، ص406 دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ھذا ضعیف جدا فیہ ابان متروک، ترجمہ: یہ نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابان متروک ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص203 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ باندھنا سنت مستحبہ ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب: عمامہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد مستحب کے حکم میں ہوتی ہیں یعنی کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو گناہ نہیں۔ چنانچہ علامہ ملا جیون

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور الانوار شرح المنار میں بیان فرماتے ہیں "الاول سنۃ الھدی و تارکھا یستوجب اسائۃ ای جزاء اسائۃ کاللوم والعقاب او سمی جزاء الاساءۃ اساءۃ کما فی قولہ تعالیٰ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کالجماعۃ و الاذان والاقامۃ فان ھولاء کلھا من جملۃ شعائر الدین و اعلام الاسلام ولھذا قالوا اذا اصر اھل مصر علی ترکھا یقاتلوا بالسلاح من جانب الامام وقد وردت فی کل منھا آثار ولا تحصی والثانی الزوائد و تارکھا لا یستوجب اساءۃ کسیر النبی علیہ السلام فی لباسہ و قعودہ وقیامہ فان ھولاء کلھا لاتصدر منہ علیہ السلام علی وجہ العبادۃ وقصد القربۃ بل علی سبیل العادۃ فانہ علیہ السلام کان یلبس جبۃ حمراء و خضراء و بیضاء طویل الکمین وربما یلبس عمامۃ سوداء وحمراء و کان مقدارھا سبعۃ اذرع او اثنی عشر ذراعا اقل او اکثر و کان یقعد محتبیاً تارۃً و مربعاً للعذر و علی ھیئۃ التشھد اکثر فھذا کلھا من سنن الزوائد یثاب المرء علی فعلھا ولا یعاقب علی ترکھا وھو فی معنی المستحب الا ان المستحب ما احبہ العلماء و ھذا ما اعتاد بہ النبی علیہ السلام"

ترجمہ: سنت کی پہلی قسم سنت ھدیٰ ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق ہوتا ہے یعنی برائی کی جزاء کا جیسا کہ ملامت اور عقاب یا اساءت کی جزا کو اساءت کہہ دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک "جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا" میں (سنت ہدیٰ کی مثال) جیسا کہ جماعت، اذان، اقامت پس یہ سب شعائر دین اور دین کی علامات میں سے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تمام شہر والے اس کے چھوڑنے پر مصر ہو جائیں تو امام کی جانب سے ان سے اسلحہ کے ساتھ قتال کیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اتنی روایات وارد ہوئی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

سنت کی دوسری قسم سنن زوائد ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ لباس، اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، پس یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور عبادت یا قربت نہیں بلکہ بطور عادت مبارکہ صادر ہوئی پس آپ علیہ السلام سرخ اور سبز اور سفید لمبی آستین والا جبہ مبارکہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور سیاہ اور سرخ عمامہ جسکی لمبائی کم از کم سات ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ ہوتی پہنتے تھے۔ آپ علیہ السلام اکثر اوقات تشہد کی ہیئت پر تشریف فرما ہوتے جبکہ عذر کی بنا پر آلتی پالتی مار کر اور کبھی کبھی احتباء کی حالت میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ سب سنن زوائد سے ہیں ان کے ادا کرنے سے انسان ثواب پاتا ہے اور ترک کرنے پر قابل گرفت نہیں ہوتا، یہ سنت مستحب کی طرح ہے مگر یہ کہ مستحب وہ ہے جس کو علماء کرام پسند فرمائیں جبکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ ہے۔

(نور الانوار، مبحث الاحکام المشروعة، صفحه 167، مكتبه رشيديه، كوئٹه)

سوال: جو عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے ولہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے، اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ ہے، اس کا انکار کس درجہ اشدو اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنتِ متواتر کا استخفاف کفر ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر کوئی لوگوں کو اس بات کی تاکید کرتا ہو کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس پر کچھ ثواب بھی نہیں ملتا نیز وہ قصداً لوگوں کے عمامے اتروا تا ہو تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنتِ قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔

(فتاوی رضویہ، ج6، ص220، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ شریف کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: مرقاۃ میں ہے "انه كان له صلى الله تعالى عليه وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة وان القصيرة كانت سبعة اذرع والطويلة اثنى عشر ذراعا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا"

(مرقاة المفاتيح، ج8، ص148، دار الفكر، بيروت)

بہار شریعت میں ہے "بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 62، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ کی چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی چوڑائی نصف گز تک ہونی چاہیے یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص1)

سوال: عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہیے؟

جواب: شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء و شرفاء عرب باں دستور می بند ند" یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی

شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء وشرفاء عرب اسی طریقہ پر عمامہ باندھتے ہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص40، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

اور امام اہلسنت علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں "اس (عمامہ) کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے" (فتاوی رضویہ، ج22، ص186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ شریف کس طرح باندھنا چاہیے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عمامہ کو پاکی کی حالت میں قبلہ رو کھڑے ہو کر باندھے۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص1)

اور مناسب یہ ہے کہ عمامہ باندھنے میں پہلا پیچ داہنی جانب لے جائے کہ حدیث میں ہے ((کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شیء حتی فی تنعلہ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں بھی۔

(صحیح مسلم، ج1، ص132، قدیمی کتب خانہ، کراچی)(فتاوی رضویہ، ج22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بیٹھ کر عمامہ باندھنا کیسا؟

جواب: بلا عذر عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہیے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ((من تعمم قاعدا او تسرول قائما ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء لہ)) ترجمہ: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا جس کی کوئی دوا نہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص39، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

نیز سبل الرشاد میں ہے کہ "عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے بھول اور محتاجی بڑھتی ہے" (سبل الہدی والرشاد، ج7، ص282)

سوال: عمامہ کے شملہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ رکھنا سنتِ عمامہ کی فرع اور سنتِ غیر مؤکدہ ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ کا شملہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ نہ رکھنا سنتِ غیر مؤکدہ کا ترک ہے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ خلافِ سنت ہے۔

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: دو شملے رکھنے کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

جواب: دو شملے چھوڑنا سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں "عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا) اپنے دستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ تو یہ سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعتِ سیئہ، فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے، مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہیے" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بعض لوگ دوسرے شملہ کی مقدار ایک بالشت نہیں رکھتے بلکہ چند انگل طرہ کے طور پر کھڑا کر کے رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سنت نہیں مگر جائز ہے کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں، ہاں اگر یہ کسی جگہ فساق کی وضع ہو تو اس سے بچنے کا حکم دیا جائے گا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحت اصلیہ پر ہے۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا" (فتاوی رضویہ، ج22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: عمامہ کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون، کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع ہے؟ اگر کسی شخص نے ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے کہا کہ ایڑھ ہاتھ شملہ

رکھنا حرام ہے تو اس قائل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "شملے کی اقل (کم از کم) مقدار چار انگشت (انگل) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشست گاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس (بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے، اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخلِ اسراف ہے۔ اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام، یونہی نشست گاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانوں تک، یہ سخت شنیع وممنوع (ہے)۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے"

(فتاوی رضویہ، 22، ص182 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے "زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے"

(فتاوی ہندیہ، ج5، ص330، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: عمامہ کے شملہ کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فقہاء کرام نے اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208 رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا شملہ کو ترک کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ کا چھوڑنا (رکھنا) یقیناً سنت مگر جہاں جہال اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متاخرین نے غیر حالتِ نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء حفظِ دین عوام ہے یعنی جاہل عوام اس کا مذاق اڑا کر کہیں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج12، ص314، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: شملہ کس طرف ہونا چاہئے؟

جواب: فتاوی ہندیہ میں ہے "عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے"

(فتاوی ہندیہ، ج5، ص330، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" میں ہے "وفی الروضۃ ارسال ذنب العمامۃ بین الکتفین مندوب وفرو گذاشتن شملہ پس پشت مستحب سنت وسنت مؤکد نیست" ترجمہ: اور الروضہ میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ پچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے۔"

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص39، دار احیاء العلوم، کراچی)

سوال: عمامہ کا شملہ بعض لوگ عمامہ کے اندر گھوس لیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے "بعض (لوگ) شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھوس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ پر مسح کرنا کیسا؟

جواب: دورانِ وضو عمامہ پر مسح جائز نہیں ہاں اگر عمامہ ایسا ہو کہ پانی کی تری جس سے گزر کر سر تک پہنچ جائے تو جائز ہے۔ جیسا کہ طحطاوی میں ہے "(**لا یصح المسح علی عمامۃ**) الا اذا انفذت البلۃ منھا الی الرأس واصابت مقدار الفرض علیہ حمل ماورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی عمامتہ کما فی السراج" ترجمہ: عمامہ پر مسح کرنا صحیح نہیں، ہاں اگر اس کی تری سر تک بقدر فرض پہنچ گئی تو مسح ہو جائے گا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ پر مسح کرنا اسی پر محمول ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص72، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سوال: ٹوپی کے ساتھ امامت کروانا کیسا ہے؟ جبکہ عمامہ مل سکتا ہو۔

جواب: افضل یہ ہے کہ عمامہ باندھ کر امامت کروائی جائے، لیکن ٹوپی کے ساتھ بھی جائز ہے۔ سراج الفقہاء سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ٹوپی کے ساتھ امامت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ''کسی کی نماز میں کوئی خلل نہیں، عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی نہیں آتی، وذلک لان التعمیم من سنن الزوائد وسنن الزوائد حکمھا حکم مستحب'' ترجمہ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 394، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرمایا ''اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل (ہے) کہ وہ (یعنی عمامہ باندھنا) اسبابِ تجمل سے ہے اور یہاں تجمل محبوب اور مقامِ ادب کے مناسب۔ مگر بایں ہمہ صورتِ مستفسرہ میں صرف ترکِ اولیٰ ہو تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی۔''

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اعتجار کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اعتجار کی وضاحت فرما دیں کہ سر کا کپڑے سے خالی ہونا اعتجار ہے یا ٹوپی کا درمیان سے خالی ہونا؟

جواب: تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کو اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے نہ کہ درمیان سے ٹوپی کھلی رہے۔ درمختار میں اعتجار کو مکروہات میں ذکر کیا گیا اس کی شرح میں خاتم المحققین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ''ولاعتجار لنھی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنہ وھو شد الرأس او تکویر عمامتہ علی رأسہ وترک وسطہ مکشوفا'' ترجمہ: نماز میں اعتجار مکروہ اس لئے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامے کو اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 511، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔ عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے'' (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو''

(فتاویٰ امجدیہ، حصہ 1، ص 399، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا تو نہ ہوا۔

(بہار شریعت، حصہ 3، ص 40، ضیاء القرآن، لاہور)

ہدایہ میں ہے ''فان سجد علی کور عمامتہ او فاضل ثوبہ جاز لان النبی علیہ الصلوۃ والسلام کان یسجد علی کور عمامتہ'' ترجمہ: اگر عمامہ کے پیچ یا فاضل کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(الہدایہ مع البنایہ، ج 2، ص 242، المکتبۃ الغفاریہ، کوئٹہ)

سوال: اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں ہے ''رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آ سکیں جو سر کو چھپا لیں تو وہ عمامہ ہی ہو گیا، اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آ سکیں لپیٹنا مکروہ ہے'' (فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے "بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے ((فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص299، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(سنن ابوداؤد، ج2، ص208، باب فی العمائم، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ و عمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر بہ نیت تواضع و عاجزی ہو تو جائز اور بوجہ کسل (سستی کی وجہ سے) ہو تو مکروہ، اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا ناجائز و گناہ اور جرمانے کا سبب ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "جو مرد اپنا سارا یا چوتھائی سر بحالت احرام چھپائے جسے عادۃً سر چھپانا کہیں جیسے ٹوپی پہننا، عمامہ باندھنا، سر سے چادر اوڑھنا، دھوپ کے باعث سر پر کپڑا ڈالنا، درد کے سبب سر کسنا، زخم کی وجہ سے پٹی باندھنا اس پر مطلقاً جرمانہ واجب ہے گرچہ بھولے سے، اگرچہ سوتے میں، گرچہ بیہوشی میں اگرچہ عذر سے۔

(فتاوی رضویہ، ج10، ص713، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نوٹ: جرمانہ وغیرہ کی تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کا اسی مقام سے مطالعہ کریں۔

سوال: اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کو عمامہ پہنا کر دفن کرنا کیسا؟

جواب: بعض کتب فقہ میں میت کو عمامہ پہنا کر دفن کرنے کو مطلقاً مستحسن لکھا ہے۔ جیسا کہ نقایہ میں ہے "واستحسن العمامۃ" ترجمہ اور میت کو عمامہ پہنانا مستحسن ہے۔

(نقایہ مع فتح الباب العنایہ، ج1، ص435، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

جبکہ کچھ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک مستحسن اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے "وقد کرھہ بعض مشایخنا لانہ لو فعل ذالک لصار الکفن شفعاً والسنۃ فیہ ان یکون وتراً واستحسنہ بعض مشایخنا" ترجمہ: اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو کفن جفت ہو جائے گا حالانکہ کفن میں کپڑوں کا طاق ہونا سنت ہے۔ اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(بدائع الصنائع ج2 ص324 دار الکتب العلمیہ بیروت)

بعض کتب فقہ میں ہے کہ متقدمین کے نزدیک مکروہ ہے اور متاخرین نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے "ویسن فی الکفن لہ ازار وقمیص ولفافۃ وتکرہ العمامۃ (للمیت فی الاصح) مجتبی واستحسنہا المتاخرون للعلماء والأشراف" ترجمہ کفن میں سنت یہی ہے کہ ازار، قمیص اور لفافہ ہو۔ عمامہ اصح قول کے مطابق میت کے لئے مکروہ ہے۔ علمائے متاخرین نے عالم، عزت دار کے لئے عمامے کو اچھا فرمایا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج3، ص112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بعض فقہاء نے مستحسن والے قول کو تین طرح کے لوگوں کے ساتھ مقید کیا ہے۔ (۱) علماء (۲) اشراف (۳) جس نے وصیت کی ہو۔ درمختار میں ہے "واستحسنہا المتاخرون للعلماء والأشراف ترجمہ: علمائے متاخرین نے علماء اور اشراف کے لئے عمامے کو اچھا فرمایا۔ (المرجع السابق)

ردالمحتار میں ہے ''اذا وصی بان یکفن فی اربعة او خمسة فانه یجوز '' جب کسی نے وصیت کی کہ اسے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے تو جائز ہے۔ (ردالمحتار،ج3،ص112،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مشہور اور فقیہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بارے میں عمامہ پہنا کر دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔جیسا کہ محیط البرہانی میں ہے ''منهم من قال يعمم لان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اوصى به''

(محیط البرہانی ،ج3 ،ص66،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو عمامہ پہنا کر دفن کیا۔علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ووجه بان ابن عمر كفن ابنه في خمسة اثواب قميص وعمامة وثلاث لفائف۔رواه سعيد بن منصور '' ترجمہ:اس کے مستحسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں یعنی قمیص،عمامہ اور تین لفافوں میں کفن دیا۔اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا۔ (ردالمحتار،ج3،ص112،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر میت کو عمامہ کے ساتھ دفناتے تھے۔جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے ''ابن عمر انه كان يعمم الميت '' ترجمہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میت کو عمامہ پہنایا کرتے تھے۔

(بدائع الصنائع،ج2،ص324 ،دار الکتب العلمیہ بیروت)

سوال میت کو جب عمامہ پہنایا جائے تو اس کا شملہ کہاں رکھا جائے گا؟

جواب.اس کا شملہ چہرے پر رکھ دیا جائے۔جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے''يجعل ذنبها على وجهه بخلاف حال الحياة '' ترجمہ:اور عمامہ کے شملے کو چہرے پر رکھا جائے گا بخلاف حیات کے۔(کیونکہ حیات میں شملہ کندھوں کے درمیان رکھا جاتا ہے) (فتاویٰ ہندیہ،ج1،ص160،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سوال:قبروں پر عمامہ رکھنا کیسا؟

جواب لوگوں کی نگاہوں میں تعظیم کی نیت سے اولیاء کرام صالحین کی قبروں پہ عمامہ وغیرہ رکھنا جائز ہے۔(ردالمحتار ،ج9،ص 522،دارالکتب العلمیہ بیروت)

سوال:کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی علیہ السلام کے عمامہ کا ذکر کتب میں ملتا ہے؟

جواب:جی ہاں!کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ تابوت سکینہ میں دیگر تبرکات کے ساتھ ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ بھی تھا معالم التنزیل میں ہے''كان فيه عصا موسى ونعلاه وعمامة هرون وعصاه '' ترجمہ:تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وعصا تھا۔ (معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن،ج1،ص257،مصطفی البابی مصر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''وہ تبرکات کیا تھے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔

(فتاوی رضویہ،ج21،ص400،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ورحدیقہ ندیہ میں ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حال میں تشریف لائیں گے کہ ان کے سر پر سبز عمامہ ہوگا۔

سوال:عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب:ناجائز ہے کیونکہ یہ مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء '' ترجمہ:اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں کی

وضع بنائیں اور ان مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 874 قدیمی کتب خانہ کراچی)

سوال کونسے رنگ کا عمامہ باندھنے سے عمامہ باندھنے کی سنت ادا ہو جائے گی؟

جواب کسی بھی رنگ کا عمامہ پہننے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان سے مختلف رنگوں کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسے کہ حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے ((عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال أدركت المهاجرين الأولين يعتمون بعمائم كرابيس وبيض و حمر و خضر)) ترجمہ: سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب اللباس والزینۃ، جلد 8، صفحہ 48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

وكفى بهم قدوة في الدين ترجمہ: اوران کا دین میں پیشوا ہونا دلیل کافی ہے۔

اور عمامہ کے فضائل میں وارد احادیث مطلق ہیں یعنی ان میں کسی فضیلت کو کسی خاص رنگ کے ساتھ مقید نہیں کیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ پہنو گے تو ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

نیز علماء وفقہاء نے بھی سنت عمامہ کی ادائیگی کو کسی خاص رنگ میں منحصر نہیں کیا۔ لہذا کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی اور عمامہ باندھنے والا احادیث میں مروی فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔

سوال کون کون سے رنگ کا عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

جواب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درج ذیل رنگوں کا عمامہ باندھنا ثابت ہے۔ (1) سفید (2) سیاہ (3) سبز (4) زرد (5) سرخ دھاری دار۔

اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے "خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مستكفون يتخبرون عنه فخرج مشتملا طرح طرحي ثوبه على عاتقه عاصباً رأسه بعصابة بيضاء فقام على المنبر وثاب الناس اليه حتى امتلأ المسجد" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ لوگ زیارت کے لئے جمع تھے اور آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپٹے ہوئے اپنے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے کندھے پر ڈالے اپنے سر اقدس سفید عمامہ سے لپیٹے باہر تشریف لائے، پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی۔

(الاصابة في معرفة الصحابة، ج 3، ص 70)

عصابہ کا معنی عمامہ ہے۔ (الفائق في غريب الحديث والاثر، ص 24)

صحیح بخاری میں ہے "صعد النبي صلى الله عليه وسلم المنبر وكان آخر مجلس جلسه متعطفاً ملحفةً على منكبيه قد عصب رأسه بعصابة دسمة" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شانوں پر لحاف اوڑھے ہوئے جبکہ اپنے سر پر سیاہ عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری، حدیث 875-3356-3215)

عصابۃ کا معنی عمامہ ہے۔ کما مرّ اور دسمہ کا معنی سیاہ ہے۔

(الفائق في غريب الحديث والاثر، ص 137)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تصنیف "ضیاء القلوب فی لباس المحبوب" میں فرماتے ہیں "دستار مبارك آنحضرت صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اكثر وقت سفيد بود و گاهی سیاه و گاهی

سبز "ترجمہ: سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصۃ الفتاوی، جلد3، صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

تاریخ مدینۃ دمشق میں ہے "خرج علینا رسول اللہ علیہ وسلم وعلیہ قمیص اصفر ورداء اصفر وعمامۃ صفراء" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف باہر تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج34، ص385)

المستدرک علی الصحیحین میں ہے "رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ وعلیہ عمامۃ قطریۃ فادخل یدہ من تحت العمامۃ فمسح مقدم رأسہ ولم ینقض العمامۃ" ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قطری عمامہ تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج2، ص561)

اور قطری کپڑا سرخی والے دھاری دار کپڑے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن الاثیر ثوب قطری کے بارے میں فرماتے ہیں "ھو ضرب من البرود فیہ حمرۃ ولہا اعلام فیہا بعض الخشونۃ" ترجمہ وہ دھاری دار کپڑوں کی ایک قسم ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور ان پر نقوش ہوتے ہیں اور قدرے کھردرا ہوتا ہے۔

(النہایۃ فی غریب الأثر، ج4، ص129)

سوال: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا کس سے ثابت ہے؟ دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

جواب: سبز عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور فرشتوں سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سبز عمامہ کا ثبوت

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تصنیف "ضیاء القلوب فی لباس المحبوب" میں فرماتے ہیں "دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات سفید بود و گاہے سیاہ و احیانا سبز" ترجمہ: سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، جلد3، صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

دیوبندی محقق و شارح ترمذی محمد سعید پالن پوری کے افادات پر مرتب کتاب تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی میں مرقوم ہے کہ پگڑی کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ پگڑی بھی باندھی ہے اور ہری (سبز) بھی اور سفید بھی، پس لال پگڑی تو مناسب نہیں باقی جس رنگ کی چاہے باندھ سکتا ہے۔

(تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی، ج5، ص70، مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب جو عمامہ رکھا ہے اس کا رنگ بھی سبز ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سبز عمامہ کا ثبوت

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ کے استاد حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں ((عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال أدرکت المہاجرین الأولین یعتمون بعمائم کرابیس وبیض و حمر و خضر)) ترجمہ: سلیمان بن ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے اولین مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب اللباس والزینۃ، جلد 8، صفحہ 48، مکتبہ امدادیہ ملتان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم)) ترجمہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوۃ، ص 554، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفاء راشدین بھی ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ)) ترجمہ تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

(سنن ابی داود، ج 2، ص 279، آفتاب عالم پریس، لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر" ترجمہ، لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابوبکر وعمر کی اقتداء کرنا۔

(جامع ترمذی، ج 2، ص 207، امین کمپنی دہلی)

فرشتوں سے سبز عمامہ کا ثبوت

تفسیر خازن وبغوی میں ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں ((کان سیما الملائکہ یوم بدر عمائم بیض ویوم حنین عمائم خضر)) ترجمہ یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر خازن وبغوی فی التفسیر سورۃ الانفال سورت 8، آیت 9)

حضرت شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے اور روز حنین سبز عمامے تھے"

(مدارج النبوۃ فارسی، ج 2، ص 93)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سبز عمامہ کا ثبوت

الحدیقۃ الندیہ میں ہے "ثم یھبط عیسی علیہ السلام الی الارض وھو متعمم بعمامۃ خضراء" "پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال میں زمین پر اتریں گے کہ آپ سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے ہوں گے۔

(الحدیقۃ الندیۃ الباب الثانی ج 1، ص 273، مکتبہ النوریہ الرضویہ، لاہور)

عقد الدرر فی اخبار المنتظر میں ہے کہ "ثم یامر اللہ عزوجل جبریل ان یھبط بعیسی علیھما السلام الی الارض وھو فی السماء الثانیۃ فیاتیہ فیقول یا روح اللہ وکلمتہ ربک یامرک بالنزول الی الارض فینزل ومعہ سبعون الفاً من الملائکۃ وھو بعمامۃ خضراء" "ترجمہ، پھر اللہ عزوجل جناب جبریل کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارنے کا حکم فرمائے گا اور آپ دوسرے آسمان پہ ہیں، پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آکر عرض کریں گے اے روح اللہ اور کلمۃ اللہ! آپ کا پروردگار آپ کو زمین کی طرف اترنے کا حکم فرماتا ہے، پس آپ علیہ السلام اس حال میں نزول فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے اور آپ سبز عمامہ پہنے ہونگے۔

(عقد الدرر فی اخبار المنتظر، ص 60)

فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ہے کہ "ثم یھبط بعیسی الی الارض وھو متعمم بعمامۃ خضراء متقلد بسیف راکب علی فرسہ" "ترجمہ: پھر جناب عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام زمین کی جانب اتریں گے جبکہ آپ سبز عمامہ پہنے، گلے میں تلوار لٹکائے اپنے گھوڑے پر سوار ہونگے۔

(فیض القدیر ج 3، ص 718)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی محقق ومورخ معین الدین ندوی نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوکہ تابعی ہیں کے بارے میں لکھا ہے "عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا زعفرانی رنگ زیادہ پسندخاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے"
(تابعین، ص365)

سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی اکابر کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے، اور الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوۃ والسلام علیک یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔
(ضیاء القلوب مشمولہ کلیات امدادیہ، ص61 مطبوعہ کراچی)

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی ترجمان ماہنامہ الرشید کے دار العلوم نمبر میں مرقوم ہے کہ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطائے سند کا سلسلہ شروع کر دیا دار العلوم کے سرپرست اعلیٰ فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے۔
(ماہنامہ الرشید دار العلوم دیوبند نمبر، ص551)

انورشاہ کشمیری کا سبز عمامہ

دیوبندیوں کے محدث العصر انورشاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور پرکشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔

(حیات کشمیری "نقش دوم" ص75)

خلیل احمد انبیٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیوبندیوں کے محدث خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق دیوبندی محقق ومورخ عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دو سوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہو کر عمامہ باندھتے۔
(تذکرۃ الخلیل، ص362)

حسین احمد مدنی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیوبندی مذہب کا شیخ الاسلام حسین احمد مدنی خود اپنے متعلق لکھتا ہے کہ مجھ کو ایک عمامہ سبز حسب اصول مدرسہ (دیوبند) از دست حضرت شیخ الہند بندھوایا گیا۔
(نقش حیات، ج1، ص147)

نوٹ: مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت مولانا کاشف اقبال مدنی کے مضمون بنام "سبز عمامہ کا جواز اور دیوبندی کذب" سے لیا گیا ہے مزید تفصیلات کے لئے رسالہ کلمۂ حق شمارہ ۲ اور ۳ سے موصوف کے مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔

سبز لباس سے سبز عمامہ کا ثبوت

عمامہ لباس کا حصہ ہے اسی وجہ سے محدثین عمامہ کے متعلق احادیث اور فقہاء عمامہ کے احکام کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"بدانکہ لباس مصدر ست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب واسم لباس شامل ست بدستار وپیراھن وجبہ وکلاہ وردہ وازار وغیرہ وآنچہ در پوشش بیاید"

ترجمہ جان لو کہ لباس مصدر بمعنی ملبوس کے ہے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا اسم دستار (یعنی عمامہ)، پیراہن، جبہ، ٹوپی، چادر اور ازار وغیرہ جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس ص36، دار احیاء العلوم باب المدینہ کراچی)

اوراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیراہن اقدس (لباس) میں کیا کیا کپڑے ہیں؟ تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا "ردا (یعنی چادر)، تہبند، عمامہ، یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے۔ پہننے کی روایت نہیں"

(الملفوظ، حصہ سوم، ص342، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اور سبز لباس کا پسندیدہ ہونا قرآن، احادیث سے ثابت ہے۔

اہل جنت کا لباس سبز ہوگا

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ﴾ ترجمہ کنزالایمان وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے۔

(پ15، سورۃ الکہف، آیت31)

امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "وخص الاخضر بالذکر لانہ الموافق للبصر" ترجمہ اور سبز رنگ کا خصوصی طور پر اس لیے ذکر فرمایا کہ وہ بینائی کے زیادہ موافق ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج10، ص344)

حضرت محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔ (ضیاء القلوب، ص3)

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّإِسْتَبْرَقٌ﴾ ترجمہ کنزالایمان ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے۔ (پ29، سورۃ الدھر، آیت21)

امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ سبز رنگ کے کپڑے اہل جنت کا لباس ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر ج6، ص365)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبز رنگ بہت ہی زیادہ پسند تھا۔

(تفسیر مظہری، ج2، ص33 ☆ مرقاۃ المفاتیح، ج4 ص415)

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز کپڑے پسند تھے۔ (احیاء العلوم، ج2، ص335)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کے بعد سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔ (شرح السعادۃ، ص431)

کتب فقہ میں سبز لباس کو سنت لکھا ہے۔ (ردالمحتار، ج5، ص247)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز چادر زیب تن فرمانا

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی ج2، ص109 ☆ سنن ابو داؤد ج2، ص208 ☆ سنن نسائی ج2، ص163 ☆ مشکوۃ المصابیح، ص376 ☆ مصابیح السنۃ ج3، ص202 ☆ شرح السنۃ ج12، ص21 ☆ مسند احمد بن حنبل ج2، ص89)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ (سنن نسائی، ج2، ص253)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین لباس یہ تھا کہ آپ حبرہ زیب تن فرمائیں۔

(صحیح بخاری، ج2، ص865)

بخاری شریف کے حاشیہ میں امام داؤدی نے حبرہ کا رنگ اور اس کی وجہ محبوبیت یوں بیان کی ہے کہ حبرہ کا رنگ سبز تھا اور محبوب اس لئے کہ یہ اہل جنت کا لباس ہے۔ (صحیح بخاری، حاشیہ، ج2، ص865)

محدث جلیل ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کپڑا اس لئے پسند تھا کہ اس میں سبز رنگ پایا جاتا تھا اور یہ بھی اہل جنت کا لباس ہے یہ محبوب ہونے کی وجہ ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج8، ص234)

سوال: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنا اس وقت منع ہے کہ جب اس شے کا استعمال فی نفسہ ناجائز ہو یا کفار وفساق کی علامت ہو اور سبز عمامہ باندھنے میں یہ دونوں باتیں معدوم ہیں کیونکہ سبز عمامہ نہ تو فی نفسہ ناجائز ہے اور نہ ہی کفار وفساق کی علامت ہے بلکہ سبز عمامہ باندھنا تو روز حنین اترنے والے فرشتوں کی نشانی ہے صحابہ وتابعین کا طریقہ ہے۔ تاجدار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو سبز عمامہ آپ کے سر کا تاج ہوگا۔ جیسا کہ بادلائل گزر چکا۔

کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنے کے جواز وعدم جواز سے متعلق تفصیلی احکام درج ذیل ہیں۔

شعار کی چار اقسام ہیں:

(1) شعار اسلام (2) شعار کفار وفساق

(3) شعار صالحین (4) شعار مباح

(1) شعار اسلام سے مراد وہ عوامل ہیں جو اسلام کی پہچان ہیں جیسے مسجد، اذان، نماز، جمعہ، قربانی، عیدین، داڑھی، ختنہ، وغیرہ۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے ((عن الزهري أن أبا بكر الصديق قال الأذان شعار الإيمان)) امام زہری سے مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذان شعار ایمان میں سے ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، كتاب الصلوة، جلد1، صفحه483، المكتب الإسلامي بيروت)

السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے ((عن زيد بن خالد الجهني قال جاء جبرئيل عليه السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مر أصحابك ان يرفعوا اصواتهم بالتلبية فانها شعار الحج)) ترجمہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اپنے اصحاب کو حکم فرمائیں کہ تلبیہ کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں کہ یہ حج کے شعار میں سے ہے۔

(السنن الكبرى للبيهقي، جلد5، صفحه42، مكتبة دار الباز مكة المكرمة)

کیونکہ یہ شعار اسلام کی پہچان ہیں اور ان کی بقاء میں مذہب اسلام کی شان وشوکت کا اظہار ہے لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ انہیں باقی رکھیں۔

(2) شعار کفار وفساق: اس قسم میں وہ شعار داخل ہیں جو بذات خود غیر شرعی ہوں یا فی نفسہ تو جائز ہوں لیکن کفار، فساق اور بدعتی لوگوں کی علامت ہوں، یہ شعار ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں کفر۔ سنن الدارمی میں ہے "ذهب الحنفية

علی الصحیح عندهم، والمالكية على المذهب، وجمهور الشافعية إلى أن التشبه بالكفار في اللباس الذي هو شعار لهم به يميزون عن المسلمين يحكم بكفر فاعله ظاهرا" یعنی صحیح مذہب پر حناف، مالکیہ اور جمہور شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ لباس جو کفار کا شعار ہو اور وہ اس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہوں تو اس لباس میں ان کی مشابہت اختیار کرنے والے پر ظاہراً کفر کا حکم ہو گا۔

(سنن الدارمی، جلد 1، صفحہ 1، المکتبۃ الشاملۃ)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نکرکے متعلق فرماتے ہیں "یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہو تو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔" آگے مزید فرماتے ہیں: "اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 192، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ردالمحتار میں ہے "ويجعله لبطن كفه في يده اليسرى وقيل اليمنى إلا أنه من شعار الروافض فيجب التحرز عنه قهستاني وغيره" ترجمہ: انگوٹھی کا نگینہ ہاتھ کی اندرونی سطح کی طرف ہو اور یہ بھی کہا گیا کہ دائیں ہاتھ میں پہنے۔ مگر یہ رافضیوں کا شعار (علامت) ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے، قہستانی وغیرہ۔

(درمختار، ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 9، صفحہ 580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

تنبیہ: گزشتہ زمانے میں رافضیوں کا شعار تھا اور وہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب وجہ اشتباہ زائل ہو جانے کی بنا پر ممانعت نہ رہی۔

فقہاء کرام کی مذکورہ عبارات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ جو چیزیں فی نفسہ ناجائز ہوں یا کفار و فساق یا کسی بدعتی فرقے کی علامت ہوں ان کو استعمال

کرنے کی اجازت نہیں بلکہ فعل حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

(3) شعار صالحین: بعض چیزیں بزرگانِ دین کے شعار سے ہوتی ہیں جیسا کہ اون کا لباس پہننا صوفیہ کا شعار ہے۔ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں "پشم در اون وصوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیہ کرام کا شعار ہے۔" (کشف المحجوب، صفحہ 71، شبیر برادرز، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی مگر دل مخزن انوار الٰہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا۔"

(بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 44، ضیاء القرآن، لاہور)

نیلے رنگ کا لباس بھی صوفیاء کا شعار رہا ہے چنانچہ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اکثر سلف صالحین صوفیہ کرام کا لباس بایں وجہ نیلگون رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد و غبار وغیرہ سے جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگون رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔

(کشف المحجوب، صفحہ 82، شبیر برادرز، لاہور)

اور بزرگانِ دین کے طریقہ پر ریا و تفاخر کے بغیر عمل مستحب ہوتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے "ويستحب الأبيض وكذا الأسود لأنه شعار بني العباس" سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اسی طرح کالے کپڑے پہننا مستحب ہے کہ یہ بنو عباس کا شعار ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 9، صفحہ 580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

پیوند والے کپڑے پہننا صالحین کا شعار اور متقیوں کی سنت ہے، اگر کوئی اس نیت سے پیوند والے کپڑے پہنے تو مستحب ہے چنانچہ فیض القدیر میں ہے "قد ورد أن عمر طاف وعليه مرقعة باثنتي عشرة رقعة فيها من أدم ورقع الخلفاء ثيابهم وذلك شعار الصالحين وسنة المتقين حتى اتخذ الصوفية شعارا" ترجمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کیا اور ان کے لباس پر بارہ چمڑے کے پیوند تھے۔ خلفاء کے کپڑے پیوند والے ہوتے تھے اور یہ صالحین کا شعار اور متقین کی سنت ہے۔ یہاں تک کہ صوفیہ نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شعار بنالیا۔

(فيض القدير، جلد3 صفحه36، المكتبة الشاملة)

یونہی اہلسنت کے شعار کہ جن سے سنیت کی پہچان ہو جیسے مساجد میں یارسول اللہ لکھنا، اذان سے پہلے اور بعد جمعہ صلوۃ وسلام پڑھنا، میلاد کے جلوس و محافل اور اس میں شرکت، وقت مولود قیام، وغیرہ یہ سب مستحب ہیں۔

(4) شعارِ مباح: کسی چیز یا لباس کو دینی یا دنیاوی مصلحت کے پیش نظر علامت بنالینا شرعاً مباح ہے، جبکہ وہ نہ تو شریعت کے مخالف ہو اور نہ ہی اسے فرض و واجب جانا جائے۔ اس پر بے شمار عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔ جیسے اسکول یونیفارم، پولیس، فوج اور ملازمین کا لباس وغیرہ۔ عباسی خلفاء میں کالا عمامہ بطور شعار پہنا جاتا تھا اور اموی خلفاء میں سفید عمامہ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے "والعمامة السوداء صارت فيما بعد عمامة الخلفاء العباسيين الذين اتخذوا اللون الاسود شعارا لهم بينما كان اللون الابيض شعار الدولة الاموية"

چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی سلاسل کی مخصوص ٹوپیاں، لباس، وظائف، اسی طرح جو جس سلسلے سے تعلق رکھتا ہو بطور علامت اس کی نسبت لکھنا جیسے

چشتی، قادری، رضوی علماء وفقہاء سے ثابت ہے۔

اس پر نقلی دلائل بھی پیش خدمت ہیں۔ کسی چیز کو شعار بنانے کا جواز احادیث سے ثابت ہے، وہ شعار چاہے وقتی ہو یا مستقل چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ((عن البراء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنكم تلقون العدو غدا، فإن شعاركم ﴿حم O لا ينصرون﴾)) ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقع پر) فرمایا تم کل دشمنوں سے ملوگے تو تمہارا شعار (علامت ونشانی) ہے ﴿حم O لا ينصرون﴾

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب السیر، جلد12، صفحه504، طبعة الدار السلفية، الهندية)

المعجم الکبیر للطبرانی ((عن سمرة بن جندب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل شعار المهاجرين يا بني عبد الرحمن، وشعار الخزرج يا بني عبد الله وشعار الأوس يا بني عبيد الله وسمى خيلنا خيل الله إذا فزعنا)) ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمن رکھا، خزرج کا یا بنی عبد اللہ رکھا، اوس کا شعار یا بنی عبید اللہ رکھا، ہمارے سواروں کا نام "خیل اللہ" اللہ کے شاہسوار رکھا۔ جب ہمیں بلاتے تو ان شعار سے بلاتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد7، صفحه269، مكتبة العلوم والحكم، الموصل)

سنن البیہقی میں ہے ((غزوت مع أبي بكر رضي الله عنه زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان شعارنا أمت أمت)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ہم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تو ہمارا شعار اس میں تھا: امت امت یعنی اے اللہ دشمنوں کو موت دے۔

(سنن البیہقی، جلد2، صفحہ 170، مجلس دائرۃ المعرف النظامیۃ الکائنۃ، حیدر آباد)

مصنف عبدالرزاق میں ہے((عن هشام بن عروة عن أبيه قال كان شعار أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يوم مسيلمة يا أصحاب سورة البقرة)) ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں یا اصحاب سورۃ البقرہ تھا۔

(مصنف عبدالرزاق، باب الشعار، جلد5، صفحہ 232، المکتب الإسلامی، بیروت)

اسی طرح یوم حنین میں تھا۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے((عن طلحة بن مصرف اليامي، قال لما انهزم المسلمون يوم حنين نودوا يا أصحاب سورة البقرة))

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد12، صفحہ 503، طبعۃ الدار السلفیۃ، الهندیۃ)

سنن ابوداؤد میں ہے((عن سمرة بن جندب قال كان شعار المهاجرين عبد الله وشعار الأنصار عبد الرحمن)) ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مہاجرین کا شعار عبداللہ تھا اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔

(سنن ابو داؤد، جلد2، صفحہ 38، دار الفکر، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بعض وارثی فقراء ہمیشہ احرام کا لباس پہنتے ہیں اس میں حرج نہیں لیکن اضطباع نہ کریں اور نہ ننگے سر رہیں۔"

(مرآۃ المناجیح، جلد4، صفحہ 136، نعیمی کتب خانہ گجرات)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنا شعار بنانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ فیض القدیر میں ہے "والشعار في الأصل العلامة التي تنصب ليعرف الرجل بها ثم استعير في القول الذي يعرف الرجل به أهل دينه فلا يصيبه بمكروه" ترجمہ: شعار اصل میں ایک علامت ہے جسے آدمی کی

پہچان کے لئے رکھا جائے پھر اس شعار کو بولا گیا اس آدمی اور اسکے دین کی پہچان حاصل کی جائے۔ اس طرح شعار رکھنے میں کوئی کراہت نہیں۔

(فیض القدیر، جلد4، صفحہ 212، المکتبۃ التجاریۃ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح سنن ابن ماجہ میں فرماتے ہیں "فإن كان منهما بطريق الخيلاء فهو حرام وما كان بطريق العرف والعادة وصار شعار لقوم لا يحرم وإن كان الإسراف فيه لا يخلو عن كراهة" ترجمہ: اگر وہ بطور تکبر ہو تو حرام ہے اور جو بطور عرف و عادت ہو اور قوم کا شعار بن جائے تو حرام نہیں اور اگر اس میں اسراف ہو تو وہ کراہت سے خالی نہیں۔

(شرح سنن ابن ماجہ، باب لبس الثوب، جلد1، صفحہ 255، قدیمی کتب خانہ کراچی)

سبز یا کسی بھی رنگ کے عمامہ کو اپنی علامت بنا لینا ہرگز بدعت نہیں، بدعت وہ ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "قول عمر نعمت البدعة هو فعل ما لم يسبق إليه فما وافق السنة فحسن وما خالف فضلالة وهو المراد حيث وقع ذم البدعة وما لم يوافق ولم يخالف فعلى أصل الإباحة۔" ترجمہ: حضرت عمر فاروق کا فرمانا: یہ اچھی بدعت ہے۔ بدعت کا معنی یہ ہے کہ جو پہلے نہ ہوا ہو۔ لہٰذا نیا کام جو سنت کے موافق ہو وہ اچھا ہے اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ اور جہاں کہیں بدعت کی مذمت ہو گی اس سے مراد وہ بدعت ہو گی جو سنت کے مخالف ہے۔ اور جو سنت کے مخالف نہیں وہ مباح ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مقدمۃ الفتح، جلد 01، صفحہ 84، دار المعرفۃ، بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سے یہ کہنا غلط ہو گیا کہ سبز عمامہ ناجائز و بدعت کیونکہ سنت و شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لہٰذا سبز رنگ کا

عمامہ پہننے سے عمامہ پہننے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ اگر بطور شعار بھی پہنا جائے تو جائز ہے، اگر سنیت کی پہچان کی نیت سے پہنا جائے تو مستحب ہے۔ علمائے کرام کو خاص وضع قطع کا لباس پہننا کہ لوگ اس لباس کو دیکھ کر عالم سمجھیں اور ان سے مسائل پوچھیں اسے مستحب کہا گیا ہے چنانچہ درمختار میں ہے "یحسن للفقهاء لف عمامة طويلة ولبس ثياب واسعة" ترجمہ فقہاء کے لئے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ طویل عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج9 ص586 مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "(**قوله لف عمامة طويلة**) لعلهم تعارفوها كذلك فإن كان عرف بلاد أخر أنها تعظم بغير الطول يفعل لإظهار مقام العلم ولأجل أن يعرفوا فيسألوا عن أمور الدين" ترجمہ طویل عمامہ باندھیں کہ اس سے پہچانے جائیں اور اگر کسی دوسرے شہر میں غیر طویل عمامہ باندھنا علماء کے لئے ہو تو وہاں چھوٹا عمامہ باندھیں کہ عالم ہونا ظاہر ہو اور لوگ پہچان کر ان سے مسائل پوچھیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد9، صفحہ 586، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "فقہا و علماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔"

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ 43، ضیاء القرآن، لاہور)

اگر کسی لباس کو بطور شعار بنانا ناجائز و بدعت ہوتا تو ہرگز علماء و فقراء کو خاص لباس پہننے کی اجازت نہ ہوتی۔

سوال: بعض مانعین سبز عمامہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((يتبع الدجال من امتي سبعون الفا عليهم السيجان)) ترجمہ میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال

کی پیروی کریں گے ان پر سیجان (یعنی سبز عمامے) ہوں گے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

پہلا جواب مذکورہ روایت میں سیجان کا لفظ آیا ہے جو کہ ساج کی جمع ہے اور ساج کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں بلکہ کتب لغت میں ساج کے درج ذیل معانی لکھے ہیں۔

سبز رنگ کی چادر، سیاہ رنگ کی چادر، موٹا کپڑا، تاروں والے سیاہ دھاگے سے بنا ہوا کپڑا، گول چادر، ساکھو کا درخت ہے اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو بھی ساج کہا جاتا ہے۔

المعجم الوسیط میں ہے "الساج ضرب من الشجر يعظم جدا ويذهب طولا وعرضا ولها ورق كبير (ج) سيجان" ترجمہ ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول و عرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ اور سیجان، ساج کی جمع ہے۔

ہماری زبان میں اس درخت کو ساگوان کہا جاتا ہے اس کی لکڑی بھی سیاہ ہوتی ہے۔

تاج العروس میں ہے "والساج الطيلسان الاخضر او الضخم الغليظ او الاسود او المقور ينسج كذلك وبه فسر حديث ابن عباس كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يلبس في الحرب من القلانس ما يكون من السيجان وفي حديث ابي هريرة اصحاب الدجال عليهم السيجان" ترجمہ: ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے، موٹے کپڑے کو بھی بولتے ہیں، سیاہ رنگ کی چادر کو بھی کہتے ہیں اور ساج، تاروں والے سیاہ دھاگے سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی روایت سے بھی ملتی ہے جس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھی جو سیجان کی بنی ہوئی تھی اور حدیث ابو ہریرہ میں ہے کہ اصحاب دجال پر سیجان (چادریں) ہوں گی۔

مزید تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ "قیل السیجان الطیلسان المدور ویطلق مجازا علی الکساء المربع" ترجمہ: اور بیان کیا گیا ہے کہ ساج گول چادر کو کہا جاتا ہے اور مجازی طور پر مربع (یعنی چورس) چادر پر بھی ساج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے "وقیل الطیلسان المقور ینسج کذالك کان القلانس تعمل منها او نوعها"

منجد عربی، اردو میں بھی ساج کا معنی ساکھو کا درخت اور کشادہ گول چادر لکھا ہے۔

نوٹ: مذکورہ حوالہ جات میں سیجان کی تفسیر طیلسان سے کی گئی ہے اور طیلسان کا معنی المنجد میں کالی چادر، میلا کپڑا، سبز چادر جسے علماء ومشائخ استعمال کرتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ یونہی فرہنگ فارسی، لغات کشوری وغیرہ میں بھی طیلسان کا یہی معنی لکھا ہے۔

دوسرا جواب: اس حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہیں یعنی اس حدیث میں امت سے امتِ اجابت (امت مسلمہ) مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے، جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے، فرمایا ((یتبع الدجال من یهودی اصفهان سبعون الفاً علیهم طیالسة)) "ترجمہ: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جن پر طیالس ہوگی۔

(صحیح مسلم، ج2، ص405☆مشکوۃ، ص475)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ سوال میں مذکور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں "امتی

ای امة الاجابة او الدعوة وهو الاظهر لما سبق انهم من یهود اصفهان" "اس روایت میں امتِ اجابت مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ اصفہان کے یہودیوں والی روایت گذشتہ اوراق میں گذر چکی۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج10، ص217)

شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ اللمعات کی چوتھی جلد میں یہی ارشاد فرمایا ہے۔

لہذا اس روایت کو سبز عمامہ باندھنے والے مسلمانوں پر منطبق کرنا سراسر غلط ہے نیز مسلم شریف کی روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ وہ ستر ہزار جو دجال کی پیروی کریں گے ان کا تعلق اصفہان سے ہوگا نہ کہ پاکستان سے۔

تیسرا جواب: سوال میں مذکور روایت موضوع و من گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو ہارون ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے، اس پر محدثین کرام نے سخت جرح فرمائی ہے۔

امام ذہبی نے نقل کیا ہے کہ اکذب من فرعون فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔ قول صالح بن محمد میزان الاعتدال جلد 3 ص 174 یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا، امام بخاری نے کہا کہ یحییٰ القطان نے اسے ترک کر دیا، امام احمد نے کہا کہ یہ کچھ نہیں، امام ابن معین کے ہاں محدثین کے نزدیک اس کی حدیث کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ امام ابو زرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے یہ ثقہ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے گی جوزجان نے کہا کذاب اور مفتری ہے، ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ متروک الحدیث تھا اس کے علاوہ متعدد محدثین نے اسے کذاب اور متروک قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد 7، ص214)

امام حماد بن زید نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(الجرح والتعدیل، جلد 2،ص 384)

ابن معین نے اسے غیر ثقہ اور جھوٹا قرار دیا ہے۔امام شعبہ بن حجاج نے فرمایا ابو ہارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی گردن کٹوا دوں۔دار قطنی نے کہا کہ یہ شیعہ ہے۔

وہابی محدث زبیر علی زئی نے ابو ہارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف، متروک اور جھوٹا تھا لہٰذا (اس کی) یہ روایت موضوع ہے۔

(الحدیث ،جنوری 2006، ص1)

سوال: مفتی اعظم پاکستان مولانا وقار الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''وقار الفتاوی'' میں سبز عمامہ کو ایک بدمذہب جماعت جس کا نام ''دیندار جماعت'' ہے کا شعار لکھا ہے اور اس وجہ سے اسے پہننے سے منع کیا ہے۔

جواب: اگر کسی زمانے میں کوئی چیز کسی قسم کے بدمذہبوں کا شعار اور ان کی علامت بن جائے تو اس کے لئے حکم ممانعت ہوتا ہے اور وہ چیز بعد میں ان کا شعار وعلامت نہ رہے تو اس سے حکم ممانعت اٹھ جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ''یجعله لبطن كفه في يده اليسرى وقيل اليمنى الا انه من شعار الروافض فيجب التحرزعنه قهستاني وغيره قلت ولعله كان وبان فتبصر ''ترجمہ:(مرد) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے، (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا پھر ختم ہوگیا، تو اس پر غور کرلو۔

(درمختار کتاب الحظر والاباحۃ ،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ردالمحتار میں ہے ''ای كان ذلك من شعار هم في الزمن السابق ثم انفصل وانقطع في هذه الازمان فلا ينهى عنه كيفما كان ''یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہوگیا تو اب اس سے ممانعت

نہ ہوگی، جیسے بھی ہو۔ (ردالمحتار،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے ''کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائق احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہوگا۔(فتاوی رضویہ،ج8،ص634،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

فی زمانہ نہ دیندار جماعت موجود ہے اور نہ سبز عمامہ بدمذہبوں کا شعار ہے لہٰذا حکم ممانعت نہ رہا۔

سوال: چلو مان لیا کہ سبز عمامہ پہننا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت اور جائز ومستحب ہے، مگر ایک مستحب کام پر ہیشگی کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی مستحب کام میں مواظبت (ہیشگی) کرنا جائز و درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کو واجب سمجھ کر نہ کرے اور یہ اندیشہ بھی نہ ہو کہ لوگ اسے واجب سمجھ لیں گے۔جیسا کہ مردے کو سفید رنگ کا کفن پہنانا مستحب ہے، شامی میں ہے ''ویستحب البیاض ''ترجمہ:اور سفید کفن مستحب ہے۔

(شامی،ج ۳،ص ۱۰۰،مکتبہ امدادیہ،ملتان)

مگر فی زمانہ کفن میں سفید رنگ پر مواظبت ہے ہر مسلمان کو سفید رنگ کا کفن ہی دیا جاتا ہے اور کوئی اسے غلط نہیں کہتا۔

اسی طرح فجر کی اذان میں ''الصلوۃ خیر من النوم '' کہنا مستحب ہے، جیسا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے فجر کے وقت یہ الفاظ کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اجعلہ فی اذانک)) ترجمہ: ان الفاظ کو اپنی اذان کا حصہ بنالو۔اس کے تحت بحرالرائق میں ہے ''وھو للندب ''ترجمہ: اور یہ فرمانا استحباب کے لئے ہے۔ (البحرالرائق ،ج 1،ص256،مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ)

اور بہار شریعت میں ہے ''صبح کی اذان میں فلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مستحب ہے'' (بہار شریعت ،ج1،حصہ3،ص470،مکتبۃ المدینہ ، کراچی)

مگر آج کوئی اذان فجر اس سے خالی نہیں ہوتی اور سب اسے صحیح و درست سمجھتے ہیں۔ جب ان مستحب کاموں پر مواظبت منع نہیں تو پھر سبز عمامہ پر مواظبت بھی منع نہیں۔

تمت الکتاب بحمداللہ الوہاب

مکتبہ بہارِ شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109